حضرت مولانا محمد انوری مرحوم - لائل پور

نبوّت و نظام تشریعی
اور
مسئلہ ختم نبوت

والد صاحب مرحوم نے یہ مضمون وفات سے چند روز قبل الحق کیلئے لکھوایا تھا مگر ادھورا رہ گیا۔ جتنا کچھ ہے ارسال خدمت ہے۔

سعید الرحمان لائل پوری

خدائے کریم نے نظام کائنات اور نظام ملّت و قوم سے بالاتر ایک اور نظام بھی مقرر فرمایا ہے اور وہ بھی نظام الٰہی و سماوی کی ایک زبردست کڑی ہے جسکو نبوّت اور نظام تشریعی کہا جاتا ہے۔ یہ نظام حق تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچایا ہے تاکہ اسکی روشنی اور ہدایت کے تحت مخلوقات اپنے رب کی رضا و نارضامندی سے واقف ہو سکے اور مطلق العنان اور بیکار نہ رہ جائے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی قدرت اور اس کا ارادہ اور صفت خلق جملہ کائنات عالم کے حرکت و سکون اور خیر و شر پر حاوی ہے۔ اور دنیا کا ایک ذرہ بھی اس کی صفات جلیلہ کے تعلق سے باہر نہیں۔ تمام خیر و شر اسکی صفت خالقیت کے ماتحت ہیں۔ اسکی اس صفت کا تعلق صرف خیر ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تمام کائنات کیساتھ علی السّویّۃ ہے۔ پس جبکہ بندہ اپنے لئے راہ ہدایت سوچتا اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو حق تعالیٰ کی صفت ارادہ کو اپنا اسوہ اور ہدایت کے لئے رہبر نہیں بنا سکتا۔ اور نہ یہ استدلال کر سکتا ہے کہ چونکہ فلاں طریقہ ارادہ خداوندی کے ماتحت داخل ہے اس لئے وہ خیر ہی ہوگا، کیونکہ ارادہ کا تعلق خیر و شر دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو ضرورت پڑتی ہے کہ خدائے قدوس کی دوسری صفات سے مدد لے اور ان کے ذریعہ سے اپنے مقصد نیک میں کامیاب ہو۔ اس وقت جو صفات ربانیہ اسکی اس منزل میں معین و مددگار ہوتی ہیں، ان میں سب سے عظیم الشان صفت کلام حق ہے۔ ذات

مقدسۂ احدیت کی یہ صفت فقط رشد و ہدایت اور صواب ہی میں منحصر ہے۔ اور شر کا کوئی شائبہ بھی اس کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا۔ ممکن نہیں کہ فلاح و نجاح کے سوائے کوئی دوسرا احتمال بھی اس میں راہ پا سکے۔ لہٰذا یہی کلام ربانی تمام دنیا انسانی کیلئے موجب ارشاد و ہدایت ہے اور یہی صفت عالم انسانی کو ورطۂ ہلاکت سے نکال کر نجات ابدی تک پہنچانے کی کفیل ہے۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ جب ہر کس و ناکس دنیاوی امراء و سلاطین کیساتھ ہمکلامی کی لیاقت نہیں رکھتا تو خدائے قدوس احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین کے ساتھ مناجات و ہمکلامی کا ہر شخص اہل نہیں تھا اس لئے مالک الملک نے بھی اپنی ہمکلامی کے لئے خاص خاص نفوسِ قدسیہ کو منتخب فرمایا اور ان کو اپنی بارگاہ میں مقرب بنا کر عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

یہی وہ جماعت ہے جس کو ہم انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک خطاب سے یاد کرتے ہیں اور یہی وہ مبارک جماعت ہے کہ جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو صفات ربانیہ اور افعال الٰہیہ اور عقائد حقہ اور حقائق غائبہ اور اخلاق عالیہ اور شرائع عادلہ اور سیاست فاضلہ سے روشناس اور ان کو ذلت و نکبت کی تاریکی سے نکال کر رفعت و شوکت کی روشنی میں لاتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء۔ (الحدیث)

یعنی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنو اسرائیل کا نظم سیاست اور ان کی اجتماعی تربیت، ان انبیاء کے سپرد تھی جب ایک نبی دنیا سے گزر جاتے تو دوسرے نبی ان کی جگہ لے لیتے اور یاد رکھو کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور قریب ہے کہ امت کا یہ نظام خلفاء کے سپرد ہو جائے گا۔

محترم بزرگو! یہ نظام تشریعی جس کا میں نے ابھی ابھی اجمالی طور پر ذکر کیا ہے عالم کے نظام تکوینی سے بہت بلند اور عالی ہے اس لئے کہ یہ نظام اپنے ماننے والوں کو سلک تہذیب میں منسلک کرتا اور جہل و تاریکی سے نکال کر علم و نور تک پہنچاتا ہے۔ ؎

عالم چو کتابیست پر از دانش و داد | صحاف قضا و جلد او د معاد
شیرازہ او شرع و مذاہب اوراق | امت ہمہ شاگرد و پیمبر استاد

یعنی تمام عالم مثل ایک کتاب کے ہے جو فہم و انصاف سے پُر ہے۔ قضا و قدر اسکی کاتب اور ابتداء و انجام یا دنیا و آخرت اسکی جلد اور اسکا شیرازہ شریعت بیضاء اور اس کے اوراق شریعت

کے ماتحت مذاہب ہیں اور تمام امت اس صحیفۂ عالم کی تعلیم کیلئے شاگرد اور انبیاء علیہم السلام بمنزلہ استاد کے ہیں۔

حق تعالیٰ نے نظام تشریعی کے اس سلسلہ مبارک کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا اور قصر نبوت کی تکمیل کے لئے ایک اینٹ کی جگہ باقی رہی تھی، آپ کی ذات اقدس نے اس کو پورا کر دیا۔ البتہ خصائل نبوت میں سے اب بھی بعض چیزیں باقی ہیں جنکو بعض ملاحدہ نبوت سمجھ کر دھوکا کھا گئے اور بعض دجال براہ تلبیس خود مدعی نبوت و رسالت بن بیٹھے اور چونکہ علامات قیامت میں سے نصاریٰ اور مسلمانوں کے باہم قتل و قتال اور عظیم الشان ہولناک جنگیں اور ابتلاء عظیم حق تعالیٰ نے مقدر کر دیا تھا جیسا کہ وقوع میں آچکا اور آرہا ہے۔ تو ساتھ ہی مشیت حق نے یہ بھی مقدر کر دیا ہے کہ ایسے آڑے وقت میں مسلمانوں کی ہدایت و رشد کے لئے تو امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں تاکہ ان کے ذریعے سے نصاریٰ کی اصلاح انجام پائے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں جیسا کہ آیت کریمہ "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" میں تمام انبیاء علیہ السلام کو باوجود اس امر کے کہ بعض ان میں سے رسول بھی ہیں جیسا کہ خود اسی آیت کے جملہ من کتاب سے ظاہر ہوتا ہے ہمارے نبی کے مقابلہ میں ان سب کو انبیاء کا لقب دیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کے لقب سے ملقب فرمایا۔ نیز آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی اسی کو ظاہر کرتی ہے۔ اور حضرت عرباض بن ساریہ رض کی حدیث میں ہے (جسکی تصحیح ابن حبان نے کی ہے)

قلت متی کنت نبیاً قال وآدم بین الروح والجسد۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کس وقت نبی بنائے گئے، ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر ہی میں تھے۔

پس جبکہ آیات قرآنی اور احادیث اس امر کو واضح اور ظاہر کر رہی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف نبی الامۃ بلکہ نبی الانبیاء بھی ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جس حکمت پر مبنی ہے اس کے لحاظ سے دنیا میں تشریف لا کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے منصب جلیل پر فائز ہوں گے اس لئے یہ خدشہ قطعاً ساقط ہو جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی آمد کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبوت کس طرح ممکن ہے۔ الحاصل نبی الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بنوت اور ختم بنوت کے متعلق تمام انبیا علیہم السلام وصیت کرتے اور بشارت دیتے چلے آئے ہیں ـــــ

عن قتادۃ انہ اخذ اللہ میثاقھم بتصدیق بعضھم بعضاً والاعلان بان محمد الرسول اللہ واعلان رسول اللہ بان لانبی بعدہ - کذا فی الدر المنثور وغیرہ ـــــ

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے اس بارہ میں میثاق اور عہد لیا ہے کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں اور اپنے اپنے زمانہ میں اس بات کا بھی اعلان کریں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ اعلان کریں کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ـــــ بلکہ مہر بنوت حسّی طور پر خود ختم بنوت کی علامت ہے۔ جیسا کہ مسند طیالسی کی روایت سے ثابت ہے اور صرف حدیث ہی میں نہیں بلکہ تورات میں بزبان عبری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیتوں میں بھی اسکی تصریح موجود ہے۔

نَابِی مِقرِّبَخ مِاحِیخَ کَامُوخ یَاقِیمْ لَخ اِلُوھِیخَ اِلَاوتِسمَاعُونَ - اور چونکہ لغت عبرانی عربی سے قریب تر ہے۔ لہٰذا عربی میں اسے یوں پڑھنا چاہیئے۔ بنی من قربك من اخیك کمثلك یقیم لك الھك الیہ تسمعون ایک بنی تیرے قریب سے تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا تیرا خدا تیرے لئے مبعوث کرے گا اس کی سنیو۔

اور چونکہ مترجمین نے لفظ (مِقرّبخ) کا ترجمہ (تیرے درمیان سے) کر دیا ہے۔ اس لئے مناظرین اسلام کو یہ بشارت آپ کی ذات اقدس پر منطبق کرنے میں مشکل پیش آئی ہے، لیکن جو اسکی اصل حقیقت ہے اس خاکسار نے اس کو صاف کر دیا ہے۔ بہرحال یہ تورات کی آیت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صریح اور واضح دلیل ہے ـــ

رُبَّ تَقْصُرُ الْاَمَانِی حَسْرَۃً　　دونہا ما وراءھن وراء

مرزا غلام احمد کی تکفیر کے وجوہ

پہلی وجہ دعوئی بنوت | اس ملحد نے اپنی تحریروں اور کتابوں میں جگہ جگہ نہ صرف بنوت بلکہ رسول اور صاحب شریعت رسول ہونے کے ایسے بلند بانگ دعوے کئے ہیں کہ آج تک ان سے فضا گونج رہی ہے۔ اس لئے دعوئی بنوت کا انکار صرف زبردستی اور رسواکن سینہ زوری ہے، جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اور جو بھی اس کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ اچھا اب میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں کہ جو شخص مسیلمہ کذاب کو کافر نہ کہے اور اس کے صاف و صریح دعوئی بنوت اور قرآن کے مقابلہ میں کہی ہوئی "تک بندیوں" میں تاویلیں کرے اس کو آپ کیا کہیں گے - ؟

اسی طرح ایک کھلے ہوئے بت پرست کو آپ کہیں کہ وہ بت کو سجدہ نہیں کرتا بلکہ اس کو دیکھتے ہی منہ کے بل گر پڑتا ہے اس لئے وہ کافر نہیں ہے۔ کیا یہ کھلی ہوئی زبردستی سینہ زوری نہیں ہے۔ جب ہم اپنی آنکھوں سے اُسے بارہا بت کے سامنے سربسجود دیکھتے ہیں تو اس کو کافر کیسے نہ کہیں اور اسکی "صنم پرستی" کی تاویلیں اور توجیہیں کیسے سنیں۔؟

یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کی مہمل تاویلیں قطعاً ناقابل التفات ہیں۔

ملحدوں کے قول و فعل میں تاویلیں کرنیوالے ان کی حمایت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ | چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم جلد ا صہ ۳۹ پر اس قسم کے زندیقوں کے اقوال و افعال میں تاویل کرنے والوں کو ان کی خاطر جھوٹ بولنے والا قرار دیتے ہیں۔ نیز یہ کہ ان مہمل تاویلوں اور حرکات مذبوحی سے تکفیر کا حکم نہیں بدلتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

"تیسری بات یہ ہے کہ زندیق اگر پہلی مرتبہ (اپنی بے دینی سے) توبہ کرتا ہے تو اسکی توبہ قبول کی جائے گی اور اگر بار بار توبہ کرتا اور توڑتا ہے تو اسکی توبہ قبول نہ ہو گی۔"

حاصل یہ کہ ایسے بے دین کے قول و فعل میں تاویل کرنا تاویل نہیں اسکی حمایت میں جھوٹ بولنا ہے جس سے حکم تکفیر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

دوسری وجہ۔ انکار نزول عیسیٰ علیہ السلام | عیسیٰ علیہ السلام کا نزول تواتر کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ نیز اس پر امت کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی تاویل و تصرف یا تحریف کرنا کھلا ہوا کفر ہے۔ علامہ آلوسی جو محققین علماء متاخرین میں سے ہیں، روح المعانی میں تصریح فرماتے ہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار ایک متواتر کا انکار ہے اور منکر کی تکفیر پر تمام علماء متفق ہیں۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے آیت کریمہ ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ الآیہ کے ذیل میں اس بے دین جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروؤں کا بیان تفصیل سے دیکھا اور پڑھا ہے، خدا اسے جہنم رسید کرے کیسا کٹر کافر ہے۔ اس آیت کریمہ کی تاویل نہیں تحریف میں کیسا کیسا ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ لیکن بات پھر بھی نہ بنی۔ بہرحال ان لوگوں کی تکفیر فرض عین ہے۔

تیسری وجہ۔ توہین عیسیٰ علیہ السلام | ان مرزائیوں خصوصاً لاہوریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی کا رتبہ مرزا جیسے فاسق و فاجر اور بدکار و بدنسب شخص کو بخشا ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی شدید ترین توہین ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کا بیان باب ما یستحب للعالم اذا سئل ای الناس

اعلم کے ذیل میں فتح الباری جلد ا صت ۱۹۶ پر ضرور دیکھنا چاہئے وہ فرماتے ہیں:
"اگر ہم یہ کہیں کہ خضر نبی نہیں بلکہ ولی ہیں اور یہ از روئے عقل ونقل قطعی طور پر مسلّم ہے کہ نبی ولی سے بہر حال افضل ہے اور جو اس کے خلاف کہے (اور کسی ولی کو نبی سے افضل مانے) وہ قطعاً کافر ہے، اس لئے کہ امر شرعی کا انکار ہے۔ (لہٰذا مرزا غلام احمد جیسے شخص کو عیسیٰ کہنے والے تو یقیناً کافر ہوں گے۔)"

مرزائیوں کا حکم جو لوگ ان مرزائیوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کرنا چاہتے ہیں۔ وہ صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ ان سے توبہ کرالیں۔ اگر یہ مرزائیت سے توبہ کریں تو فبہا ورنہ قطعاً کافر ہیں ——— شریعت اسلامیہ میں ان کے لئے اس سے زیادہ مراعات کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور یہ توبہ کرانا بھی ہر کس وناکس کا کام نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا حاکم ان کے "کفر واسلام" کا قطعی فیصلہ کرنے کے وقت ان سے توبہ کرا سکتا ہے تاکہ وہ ان کے کفر یا اسلام کا دو ٹوک فیصلہ کر سکے، لیکن اسلامی حکومت اور مسلمان حاکم موجود نہ ہونے کی صورت میں تو ان کے جہنم رسید ہونے تک کفر کے سوا کچھ نہیں، چاہے اسے اوڑھ لیں چاہے بچھا لیں۔

بقیہ: معاشی بحران ——— کوئی حقیقت نہیں ہے تو گویا یہ کہ محاصل میں قلیل مقدار دولت کی قربانی کی جائے۔ اگر اس قلیل مقدار دولت کے نقصان اس عظیم نقصان سے مقابلہ کیا جائے جو دولتمندوں کی خساست اور بخیلی سے تمام ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہے تو کوئی دانا انسان اس خساست کی رواداری میں اس عظیم مصیبت کو برداشت نہیں کرے گا۔

ٹھیک اسی طرح اگر سرمایہ دار کو اس خساست اور بخل پر ضد ہے اور مزدوری کی اُجرت اور سرمایہ کے منافع میں توازن رکھنے پر آمادہ نہیں ہے تو ملک کے امن اور سکون کیلئے بڑا خطرہ ہے۔ اور سرمایہ دار کے اس تغافل کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نوازل ناقابل برداشت ہیں۔ پھر اسکی تلافی تمام کارخانہ داروں سے ناممکن ہو گی۔ (باقی آئندہ)

دیرینہ، پیچیدہ، جسمانی، روحانی امراض کے خاص معالج
جمال شفاء خانہ رجسٹرڈ
صدر بازار نوشہرہ
دہلی روڈ۔ لاہور کینٹ